سلسلہ تالیفات قومیہ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۲۶

حضرت عیسیٰ اور صلیب

از

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ نولکشور سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ۳۰۰۰

ویکیل ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ امرتسر کی علمی۔ ادبی اور تاریخی جدید کتابیں

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
الاسلام	مولوی فتح محمد خاں	۸ر
اسلام کی دنیوی برکتیں	نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم	۸ر
تقلید و عمل بالحدیث	نواب محسن الملک مرحوم	۸ر
الدین یسر	مولانا حالی	۳ر
تدبر	″	۲ر
سوانح مولانا روم	مولانا شبلی	عہ
اورنگ زیب عالمگیر پر نظر	″	ہہر ۸ر
حیات خسرو	منشی سعید احمد	۱۲ر
البرامکہ	منشی عبد الرزاق	عہ ۸ر
تفسیر السموات	سرسید مرحوم	۸ر
مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب	نواب محسن الملک مرحوم	۸ر
مسلمانوں کی تہذیب	″	ہہر
فلسفہ ابن عربی	مولانا عمادی	۲ر
ہند و رانیاں	″	۸ر
سیاحت ہند	حافظ عبد الرحمن سیاح بلاد اسلامیہ	عہ ۸ر
تاریخ عرب قدیم	مولانا عمادی	۸ر
عیسائیت اور صلیب	نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم	۱ر

(باقی صفحہ آخری پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عیسیٰ

مسیح

ابن مریم رسول اللہ

اور

صلیب

از مولوی چراغ علی مرحوم

+

"وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه
ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم
الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه (نساء ۲۲ ع آیت ۱۵۶)
ترجمہ - اور یہود کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل

کیا حالانکہ نہ اس کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب دیکر مارا ہے لیکن ان کے آگے صورت
بن گئی اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شک میں پڑتے ہیں
اُن کو اس پر یقین نہیں مگر اٹکل پر چلتے ہیں اور اُس کو مارا نہیں یقیناً بلکہ اس کو
خدا نے اپنی طرف اُٹھالیا۔ *

(۲)۔ حضرت عیسیٰ نہ تو تلوار سے یا پتھروں سے مارڈالے گئے اور نہ صلیب
پر مارے گئے لیکن اُن کے قتل کرنے والوں کو دھوکا ہوگیا یا اُن سے اصل بات
پوشیدہ ہوگئی یا اُن کو حضرت عیسےٰ کی موت کا تشابہ ہوگیا حالانکہ وہ یقیناً نہیں مرے
تھے البتہ وہ تین گھنٹہ تک صلیب پر اذیت سے لٹکتے رہے اور پھر اُتار لئے گئے
صلیب پر مصلوب ہونے سے جلدی کوئی شخص نہیں مرجاتا بلکہ کئی روز تک لٹکنے
سے دھوپ کی تپش اور بھوک کی شدّت اور زخموں کی تکلیف سے البتہ مرجاتا ہے
یہ معاملہ حضرت عیسےٰ کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور جب وہ اُتار کے ایک قبر میں رکھے
گئے تو اُن کو کہ وہ ابھی زندہ مگر غشی میں تھے بعض مخلص مومنین شب کو مقبرہ سے
نکال کے گھر میں کہیں پوشیدہ لے گئے اور پھر حضرت عیسےٰ بعضے حواریوں کو
زندہ نظر آئے مگر یہود کی عداوت اور رومیوں کے اندیشہ سے کہیں دیہات میں
اپنے قرابت داروں کے ساتھ رہتے تھے پھر خدا نے اُن کو اُٹھالیا یعنی اپنی
موت طبعی سے مرگئے اور خدا کے پاس چلے گئے اور اُس کے داہنے ہاتھ جگہ
پائی۔ یہ دونوں باتیں مجازاً اور فضیلتاً کہی جاتی ہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ
ہم نے اُن کو مار ڈالا قرآن مجید اُنکو جھٹلاتا ہے** اور کہتا ہے کہ اُن کو علم قطعی نہیں
ہے اٹکل پہ چلتے ہیں اور پھر اصلی حقیقت بتلاتا ہے، کہ اصل بات ایسی چھپ گئی

** اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ان کی صورت کا ایک دوسرا آدمی پکڑا گیا ان کو بھی قران جھٹلاتا ہے۔

یا پوشیدہ کی گئی +

(۳) اَب ہم انہیں مقدمات کو مفصّل اور مدلل بیان کرتے ہیں +

یہودیوں کی بے ایمانی اور سخت مکاری اور شدید ریاکاری سے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ پر اضلال کا اتہام لگایا گیا اور تکفیر کا فتویٰ دیا گیا ٹھیک ٹھیک جیسا کہ اس زمانہ میں یہود هٰذہ الامۃ کر رہے ہیں۔ وہ حضرت عیسےٰ کو مضل کہتے تھے (متی ۲۷/۶۳ یوحنا ۷/۱۲)۔

(ب) ایسے شخص کی سزا یہود کی شریعت میں سنگساری سے قتل کرنے کی تھی (کتاب احبار ۲۴/۱۴ و مابعد و کتاب استثنا ۱۳/۱ و مابعد) +

(۴) مگر حضرت عیسےٰ پر کچھ صرف مذہبی جرم ہی قایم نہیں ہوا تھا بلکہ بے ایمان یہودیوں نے اُن پر بغاوت کا جُرم بھی ضمیمہ کر دیا تھا تاکہ حکام وقت کو اُن کی سزا پر توجہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ پلاطس نے حکم دیا ورنہ وہ یہود کے مذہبی الزامات کی کچھ پروا نہ کرتا اور اسی لئے وہ سنگسار نہیں کیئے گئے جو کہ یہود کی شرعی سزا تھی۔ بلکہ صلیب پر چڑھا کے مار ڈالنے کی تجویز ہوئی کیونکہ یہ رومیوں کی سزا تھی +

(۵) یہود کے کاہنوں نے جو موت کا فتوٰے دیا تھا وہ بغیر رومی گورنر کی منظوری کے نافذ نہیں ہو سکتا تھا اِس لئے ضرور ہوا کہ پلاطسؔ کے دربار میں حضرت عیسےٰ کو لے جاویں اس حاکم نے تحقیقات کے بعد حکم دیا کہ میں اس شخص پر کوئی جُرم نہیں پاتا۔ مگر یہود نے پھر غل مچوایا (یہود وہاں حاضر نہ تھے یوحنا ۱۸/۲۸) اور آخیر کو اس حاکم کے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت عیسےٰ مجرم سہی مگر عید فصح کے روز ایک مجرم چھوڑ دیا جاتا ہے اس لئے اس نے یہود سے کہا کہ تمہاری عادت کے موافق

میں اُن کو چھوڑ دیتا ہوں۔ تب پھر یہودی چلائے اور سب حاضرین سے کہلوایا کہ یسوع باربان چھوڑ دیا جاوے اتفاق سے اس مجرم کا بھی نام یسوع تھا اور باربان لقب تھا (دیکھو رینان کی تاریخ مسیح باب ۲۴ صفحہ ۲۷۹ سنہ ۱۸۶۵ء) +

(۶) بالآخر حضرت عیسےٰ کو مقام جلجہ میں لاکر صلیب سے باندھا۔ صلیب دو لکڑیوں سے جو باہم منقطع ہوں بنی ہوتی ہے[۵] اور مصلوب کے دونوں ہاتھوں میں میخیں ٹھوک دیتے تھے اور پیروں میں بھی میخیں ٹھوکتے تھے یا کبھی کبھی ہاتھ اور پیر رسی سے باندھ دیتے تھے (ہارن کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۵۷) اور جو لکڑی عمودی شکل کی ہوتی تھی اس کے بیچ میں ایک لکڑی لگی رہتی تھی جو مصلوب کے بیٹھنے کی جگہ بن جاتی تھی ورنہ بغیر اس کے مصلوب کا دھڑ نیچے کو لٹک آتا اور میخوں سے ہاتھ نکل جاتے (یہ بات شیخ آرینیوس جو پہلی صدی میں تھا اور جسٹن جو دوسری صدی میں تھا اُن کے کلام سے معلوم ہوتی ہے ارنسٹ رینان باب ۲۵ صفحہ ۲۸۷) حضرت عیسےٰ کو بھی یہ سب اذیتیں اُٹھانی پڑیں مگر یہ بات صاف معلوم نہیں ہوتی کہ اُن کے پیر چھیدے گئے تھے یا باندھے گئے تھے کیونکہ بعد واقعہ صلیب جب حضرت عیسےٰ بعض عیسائیوں سے

---

[۵] حضرت عیسےٰ کو صلیب پر پیاس کی شدت میں سرکا ایک اسفنج کے ذریعہ سے پلایا گیا تھا (متی ۲۷ باب ۴۸، مرق ۱۵ باب ۳۶، لوق ۲۳ باب ۳۶، یوحنا ۱۹ باب ۲۸ تا ۳۰) رومی سپاہیوں کے پاس ہر موقع میں یہ شربت سرکہ کا حکماً ساتھ رہتا تھا دیکھو تصنیفات اسپارطیانوس اور ولکاطیس غلیکانوس اور یہ رومی پیسکا نہایت صحت بخش اور مفید ہوتا تھا چنانچہ ڈاکٹر ہگزھام نے رسالہ حمیات کے بیان میں اس کی تصریح کی ہے۔ اس شربت سے حضرت عیسےٰ کو بہت کچھ تسکین ہو گئی ہوگی ۔ وللرحمان الطاف خفیہ +

ملے تو لوک کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے اپنے ہاتھ اور پاؤں نشان کے لیے دکھلائے (لوک ۲۴ باب ۴۰) مگر یوحنا کی روایت میں ہے (۲۰ باب ۲۰) کہ ہاتھ دکھلائے۔ لوک نے بچشم خود نہ دیکھا ہوگا اور یوحنا نے شاید دیکھا ہو +

(۷) مصلوب کے لئے جہاں اور سختیاں تھیں وہاں ایک بڑی مصیبت یہ بھی تھی کہ وہ ہمارے زمانہ کی پھانسی کی طرح فوراً یا جلد نہیں مرجاتا تھا بلکہ تین چار دن تک اُسپر لٹکنے یا بندھے رہنے میں بھوک کی شدت پیاس کی سختی زخموں کی تکلیف اور دھوپ کی تپش سے مرتا تھا اور جو کوئی قوی مزاج کا آدمی ہوتا تھا وہ صرف فاقوں کا مارا مرتا تھا۔ یہ بات کہ صلیب پر تین یا چار دن تک موت نہیں آتی تھی پطرونیوس طیطوس کی شہادت سے کتاب سطیری کان ۱۱۱ وغیرہ) جو پہلی صدی عیسوی میں نفیر و شہنشاہ روم کا دوست تھا اور شیخ اریجبوس کی شہادت سے (تفسیر انجیل متی مطبوعہ کوسیگارطن صفحہ ۶۳ وغیرہ) جو تیسری صدی عیسوی میں مذہب عیسوی کا مستند اور معتمد بزرگ گذرا ہے ثابت ہے (دیکھو ارنسط ریناں کا تذکرہ مسیح صفحہ ۲۹۰) اور قوی مزاج آدمی کا صرف بھوک کے صدموں سے مرنا یوسی بیس پمفلی (جو قیصریا میں اسقف اور تیسری اور چوتھی صدی میں تھا) کی تاریخ کلیسا ۸ سے ثابت ہے دیکھنا صفحہ ۲۹۱) +

اس لئے جب پلاطس سے یوسف نے حضرت عیسےٰ کے دفن کی اجازت مانگی تو وہ بہت متعجب ہوا کہ ایسی جلدی مرگئے (مرقس ۱۵ باب ۴۴) ڈاکٹر ای کلارک نے تفسیر انجیل متی ۲۷ باب میں لکھا ہے کہ ایسی کئی ایک مثالیں ہیں کہ شخص مصلوب ایسی شدت کے عذاب میں کئی دن تک زندہ رہا ہے (دیکھو ہارن کی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ سنہ ۱۸۲۸ع)

(۸) حضرت عیسیٰ کے شاگرد تو سب بھاگ گئے تھے اور صلیب کے وقت کوئی حاضر ماجرا نہ تھا۔ ہاں دور کھڑی ہوئی کچھ عورتیں اور جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کو جانتے تھے دیکھ رہے تھے (متی ۲۷/۵۵ و ۲۷/۵۶ مرقس ۱۵/۴۰ و ۱۵/۴۱ لوق ۲۳/۴۹) مگر یوحنا کی انجیل میں ہے ۱۹/۲۵ کہ وہ صلیب کے پاس کھڑے تھے۔ مگر کتنے ہی پاس ہونگے تب بھی دشمنوں کے خوف اور سپاہیوں کے اہتمام کی وجہ سے دور ضرور ہونگے یوحنا نے آپ کو پاس تبلایا صرف اس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کی بات سُن لی ❊

(۹) صلیب والا دن عید فصح کا دن تھا دوپہر کے وقت یہ واقع صلیب پیش آیا اور اب تھوڑی دیر کے بعد سبت شروع ہونے کو تھا اور سبت بھی کیسا کہ معمولی طور کا نہیں بلکہ ایک خاص طور کا جس میں اُن کو بڑا اہتمام اور مذہبی احترام تھا۔ اور یہ بھی شریعت یہود میں حکم تھا کہ شخص مقتول (مرجوم) یا مصلوب کی لاش اُسی دن دفن کر دی جاوے (کتاب استثنا ۲۱/۲۲ و ۲۱/۲۳ و یوشع ۸/۲۹ و ۱۰/۲۶ و تاریخ یوسیفس مورخ یہود کتاب ۴ و ۵ کتاب احادیث یہود یعنی مشنا (سنہدریم ۶/۵) مگر یہود کے ہاں یہ دستور تھا کہ پہلے سنگسار کر کے مار ڈالتے تھے تب صلیب پر لٹکاتے اور اب جب سے کہ اُن کی حکومت جاتی رہی اور رومیوں کا قانون جاری ہوا سنگساری کی رسم موقوف ہو گئی تو اب یہود کے حساب سے شخص مصلوب مرے یا نہ مرے مگر اُسی دن اُس کو صلیب پر سے اُتارنا چاہیئے۔ پس ان وجوہ سے یہودیوں نے نہ تو کچھ معاملہ صلیب میں اہتمام کیا بلکہ نہایت جلدی چاہی اور نہ بعد صلیب حضرت عیسیٰ کو صلیب سے متعلق رہنے دیا بلکہ حکام رومیہ سے درخواست کی کہ حضرت عیسیٰ

کی ٹانگیں توڑ کے اُتروالیں تاکہ اُن کی لاش سبت کو لٹکتی نہ رہ جاوے (دیکھو یوحنا کی انجیل ۱۹/۳۱) یہ ٹانگیں تڑوانا بھی قتل کی غرض سے تھا کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ مطلق صلیب پر لٹکانے سے کوئی مصلوب مرتا نہیں۔ الاّ حضرت عیسےٰ کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں کیونکہ وہ تو ضعف یا غشی کے باعث سے مردہ معلوم ہوئے ہی اور اسی پر اشارہ ہے۔ شبہ لھم (نساء ۱۵۶) میں ✤

فلو یہودی فیلسوف الکندری (سنہ ۲ قبل مسیح تا سنہ ۴۲ ع) نے اپنی کتاب فلقیم (۱۰) میں لکھا ہے کہ یہود نے درخواست کی تھی کہ ہمارا مقدس سبت اِس ناپاک لاش کے رہنے سے خراب نہ ہووے ✤

پس ان وجوہ سے بہت جلد حضرت عیسےٰ کو صلیب پر سے بظاہر مردہ و بباطن زندہ اُتار لیا گیا ✤

(۱۰) مگر اسی کے متعلق ایک واقعہ اَور بھی گذرا کہ جب رومیوں نے اِن اُن دو شخصوں کی جو حضرت عیسےٰ کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے ٹانگیں توڑدیں اور حضرت عیسیٰ کی ٹانگیں نہیں توڑیں تو ایک نے برچھی سے حضرت عیسیٰ کے پہلو میں ذرا چھید دیا شاید صرف اس غرض سے کہ اگر ہوش باقی ہوگا تو وہ متاذی ہو کر کوئی حرکت مذبوحی کریں گے۔ اِس زخم سے خون اور پانی جاری ہوا یہ بات صرف یوحنا کی انجیل میں ہے جو حضرت عیسےٰ کے بعید ہوں یا قریب ہوں گے مگر خون کا نکلنا بے شک اُن کی زندگی کی دلیل ہے کیونکہ مردے کے جسم سے زخم یا نشتر دینے پر نہ خون نکلتا ہے نہ پانی۔ پس اس وقت حضرت عیسےٰ زندہ تھے اور اُسی وقت اُتار لئے گئے۔ سب کام نہایت عجلت میں ہوا۔ یوسف جو ایک

ذی عزت مالدار اور کونسل سنہدریم کا ممبر تھا اُس نے لاش مانگ لی جو اُس کے حوالہ کر دی گئی اس نے اور ایک اَور مرد مومن نے دفن کا سامان کیا اور سب لوگ چلے گئے +

برچھی سے چھید نے کا مضمون (یوحنا ۱۹/۳۴ و ۱۹/۳۷) گو ہمارے خلاف نہیں مگر ہمکو اسپر بہت شبہ ہے - اور انجیل نویس متی مرق لوق اِس بات کا بیان نہیں کرتے حالانکہ ایک امر عظیم اور ضروری تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں عیسائیوں نے صرف بعض پیشگوئیوں کو (زبور ۳۴/۲۰ ذکریا ۱۲/۱۰) جمانے کے لئے یہ بات اپنی طرف سے بناکر روایت میں شامل کر دی ہے +

جبکہ باوجود اجازت اور حکم کے بھی اُن کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں تو یہ امر خلاف قیاس ہے کہ کسی ایک سپاہی نے ایسی جرأت کی ہو کہ برچھی سے اُن کو چھید دیا ہو +

عیسائیوں نے یہ بات کہی ہے کہ وہ برچھی حوالی قلب میں جالگی اور وہاں سے رقیق سفید رنگ کا مادہ نکلا مگر حوالی قلب کے زخمی ہونے پر اس کا مادہ اندر ہی کی طرف کو نکلتا اور اسفل کی جانب بہ جاتا نہ کہ فوارہ کی طرح باہر کو سیدھے سامنے کو پچکاری کی مانند جوش مارتا نکلتا اور تعجب کہ بہنے میں پانی اور خون الگ الگ رہے +

(۱۱) رومیوں کے دستور کے موافق ضرور تھا کہ مصلوب کی لاش پر صلیب لٹکتی رہے اور چڑیوں کا شکار ہو جاوے - یہی دستور اہل مصر کا بھی تھا دیکھو قرآن سورہ یوسف واما الاٰخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ (۱۳ ج ۵ ع)

رومیوں کے اِس دستور کی سند ہوریس لاطینی شاعر کے خطوط (جو حضرت عیسےٰ سے قبل پہلی صدی میں تھا) جووینل (پہلی صدی ع) لوکن (رومی شاعر پہلی صدی ع) پلاطوس شاعر (دو صدی قبل عیسوی) پلینی (پہلی صدی) پلوطارس فیلوف (پہلی اور دوسری صدی) پطرونیرس (پہلی صدی) کے کلام سے ثابت ہے برخلاف اسکے حضرت عیسےٰ اسی روز صلیب پر صرف ڈھائی تین گھنٹے رہنے پر یوسف کے حوالہ کر دیئے گئے +

(۱۲) دفن کرنے والوں نے بھی بڑی عجلت کی اور کامل طور سے انہیں دفن نہیں کیا۔ انہوں نے ایک لحد میں حضرت عیسےٰ کو رکھ کے دروازوں پر ایک چٹان یا پتھر کی سِل رکھدی تھی تا کہ پرسوں کو عطریات لا کے قبر میں رکھینگے اور کل سبت کو تو کچھ ہو نہیں سکیگا +

اور وہ عورتیں بھی جو صلیب کے وقت دور کھڑی دیکھتی تھیں اُس وقت پاس سے حضرت عیسےٰ کی لاش کا موقع خوب دیکھ گئیں (لوقا ۲۳/۵۵) اور اب سب لوگ چلے گئے نہ وہ دشمن خونخوار یہودی رہے اور نہ وہ رومیوں کا گارد رہا۔ کیونکہ یہ تو ہفتہ کے دن یہود کو سوجھی کہ مبادا اُن کی لاش کو اُن کے شاگرد چورا لیجاویں تب اُنہوں نے پلاطس سے ایک گارد مانگا کہ وہ پہرہ بٹھاوے اُس نے کہا کہ تمہارے پاس سپاہی ہیں اُن کو بھیجدو۔ اب دوسرے روز وہ احمق پہرہ بٹھلانے گئے (متی ۲۷/۶۲ و ۲۷/۶۶)

(۱۳) اتوار کو صبح کے وقت وہی عورتیں قبر پر آئیں اور پتھر کو ہٹا ہوا دیکھا اور حضرت عیسےٰ کو وہاں نہ پایا اور اُس وقت ایک یا دو شخص جو حاکم کے فرستادے یعنی فوج کے پیادے تھے (انجیل کے ترجموں میں اُن کو فرشتہ بنا دیا ہے) اُنہوں نے کہا

کہ تم زندے کو مردوں میں ڈھونڈھتے ہو۔ اب یہاں پر بہت سی مختلف روایتیں ہیں جو متی باب ۲۸ مرقس باب ۱۶ لوق باب ۲۴ یوحنا باب ۲۰ میں لکھی ہوئی ہیں ان عورتوں نے پطرس اور یوحنا اور حواریوں کو خبر کی اور مشہور ہوگیا کہ وہ جی اُٹھے *

(۱۴) واقعہ صلیب کے بعد تین دفعہ حضرت عیسےٰ زندہ مگر مجروح اپنے حواریوں کو نظر آئے جن کی تفصیل یوحنا کی انجیل کے بیسویں اور اکیسویں باب میں ہے مگر مجد لینے کو حضرت عیسےٰ کا نظر آنا غلط ہے اس عورت کے قول کا کچھ اعتبار نہیں وہ شدت سے ضعیف العقل تھی اس کو سات جن لپٹے ہوئے تھے (لوق ۸-۲ یونانی) زبان میں اس محاورہ سے مراد یہ ہے کہ مجنون تھی۔ اور خود اُسکو شبہ تھا بلکہ اُس نے اس شخص کو باغ کا چوکیدار سمجھا اور درحقیقت ایسا ہی تھا۔ مگر اس کے ذہن میں اور خیال میں حضرت عیسےٰ بسے ہوئے تھے اُس نے بعد میں یقین کرلیا کہ وہ حضرت عیسےٰ ہی تھے *

(۱۵) اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ کی موت کی نسبت بہت سے شبہے پیدا ہوگئے تھے۔ پلاطس نے جب اس سے دفن کی اجازت لی گئی تو تعجب کیا اور اپنے صوبہ دار سے جو صلیب کے اہتمام میں تھا پوچھا کہ کیا وہ مر گئے (مرق ۵/۴۴ و ۱/۴۵) *

اور بعد میں عیسائیوں کو خود یہ بات کھٹکتی تھی کہ ایسی جلدی مرجانا بالکل خلاف عادت تھا۔ صلیب پر آدمی چار چار روز تک نہیں مرتے اس لئے اُنھوں نے حضرت عیسےٰ کے جلدی مرجانے کو بھی ایک معجزہ قرار دیا اور جی اُٹھنے کو بھی ایک معجزہ قرار دیا !!!۔ اور یوسیبس نے (جو تیسری صدی عیسوی کے مشائخ میں تھے) تفسیر انجیل متی میں ایسی دفعی موت کو ایک معجزہ قرار دیا ہے۔ کئی مثالیں اس قسم کی معلوم ہوئی ہیں کہ اشخاص مصلوب کو موقع سے اُتار کے مجرب دواؤں سے معالجہ کیا اور وہ زندہ رہے

چنانچہ ہیرودوطس مؤرخ رومی اپنی تاریخ کی کتاب، باب ۱۹۴ میں لکھتا ہے کہ سندوکیس جوکہ صوبہ ایولیس کے شہر کیمی میں حاتم تھا جبکہ وہ بادشاہی قاضیوں میں سے ایک قاضی تھا تو اس کو دارا بادشاہ نے رشوت ستانی کے جرم میں مصلوب کر دیا تھا مگر در آنحالیکہ وہ صلیب پر لٹکا ہوا تھا دارا کو خیال آیا سندوکیس کی عمدہ خدمتیں بہ نسبت اس امر کے جرم کے زیادہ ہیں اور کہا کہ میں نے جلدی میں حکم دیا اور اسی وقت حکم دیا کہ اسکو صلیب پر سے اتار کے رہا کر دو پس سندوکیس اس طرح دارا کے ہاتھ سے موت سے بچ رہا۔ اور یوسیفس یہودی مؤرخ نے جو پہلی صدی عیسوی میں تھا اپنی سوانح عمری کی دفعہ ۷۵ میں لکھا ہے کہ مجھے بادشاہ طیطوس قیصر نے ہزار سوار لیکر قریالیوس کے ساتھ موضع تقوا آکے دیکھنے کو بھیجا کہ وہ جگہ فوج کے قیام کے لئے مناسب ہے یا نہیں جب میں وہاں سے پلٹ کے آیا تو دیکھا کہ بہت سے قیدی مصلوب ہوگئے ہیں ان میں سے تین آدمی میرے پہلے ملاقاتی نکلے اس بات سے میں بہت رنجیدہ ہوا اور آبدیدہ ہوکر بادشاہ کے پاس جاکے عرض معروض کی بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ وہ مصلوب اتار لئے جاویں اور انکا معالجہ کیا جاوے تاکہ وہ جی بچیں۔ اُن میں سے دو آدمی طبیبوں کے زیر معالجہ مر گئے مگر تیسرا شخص بچ رہا +

بڑے سے بڑا قرینہ اُن کی یقینی موت کا یہی ہو سکتا ہے کہ یہود جو شدت سے دشمن تھے اور یہ سب کچھ انہوں نے کیا وہ کیونکر بغیر قطعی اور یقینی قتل کئے باز آئے ہونگے یا اُنہوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا ہوگا۔ مگر معلوم ہے کہ یہود کو اُس دن بہت تردد تھا وہ دن اُنکے یہاں روز عید فصح تھا اور اُس کے تھوڑی دیر بعد سبت شروع ہونے کو تھا اور اُن کو خود اُس دن کسی فعل کے مباشر ہونے کی ممانعت تھی وہ تو شاید

صلیب گاہ پر بھی حاضر نہ تھے کیونکہ وہ اس مذہبی ممانعت سے کہ عید فصح کے دن کوئی کام نہ کرنا چاہیئے (کتاب خروج ۱۲/۱۶ لیویان ۲۳/۷ و ۲۳/۸) وہ لوگ پلاطس کے ایوان عدالت میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ اور عید کے باعث سے قربانیوں اور فطیری روٹیوں کی فکر میں تھے +

پس وہ تو ان شغلوں اور مذہبی اندیشوں اور شرعی مانعوں کی وجہ سے اسمیں کچھ اہتمام نہ کر سکے +

(۱۶) کئی ایک قدیم فرقے عیسائی مذہب کے اسبات کے معتقد تھے کہ حضرت عیسیٰ قتل نہیں ہوئے باسالیدیان اور سرنتھیان اور کورپوکریتیان وغیرہ عیسائی قدیم فرقے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ شمعون قرینی صلیب دیا گیا اور فرطیس نے (بطریق قسطنطنیہ نویں صدی) لکھا ہے کہ کتاب سیر الحواریین جسمیں پطرس یوحنا اندریو طامس اور پولوس کے حالات لکھے ہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ مصلوب نہیں ہوئے بلکہ اُن کی جگہ کوئی اور مصلوب ہوا۔ اور برنباس کی انجیل میں لکھا ہے کہ یہود اسخریوطی اُن کی جگہ مصلوب ہوا۔ اور یہود کو یہ دعوٰے تھا کہ ہمنے یقیناً سنگسار کر کے مصلوب کر دیا۔ مگر ان سب کے خیالات درست نہیں تھے اور قرآن نے انکی تکذیب کی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن۔ +

(۱۷) پس جبکہ ایک طرف حضرت عیسیٰ کی موت ثابت نہیں ہوئی اور دوسری طرف اُنکی لاش کا قبر سے بہت جلد غایب ہو جانا ثابت ہے تو اب کوئی اور احتمال نہیں ہو سکتا مگر یہی کہ وہ قبر میں زندہ رکھے گئے اور زندہ چلے گئے۔ ظن غالب ہے کہ اسی یوسف اور نقیدیموس نے اِسباب میں کوشش کی ہوگی۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ بات خوب ظاہر تھی

کہ حضرت عیسیٰ پر موت طاری نہیں ہوئی کیونکہ ایسی موت بالکل خلاف عادت تھی انہوں نے اپنی رسم کے موافق حضرت عیسیٰ کو نہلایا بھی نہ تھا حالانکہ رومیوں یہودیوں اور مصریوں میں مردے کو نہلانے کی عام رسم تھی اور وہ جانتے تھے کہ وہ فوت نہیں ہوئے اور یہ کہ اُنکو نکال لانے میں ایک معصوم نبی اور اولوالعزم رسول کی جان بچانی ہے اور وہ دونو اس میں کامیاب ہوئے۔ وَعَلَی اللّٰہِ اَجرُہُم *

(۱۸) قرآن میں حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کے باب میں جو مضمون ہے اسکو ہمیشہ عیسائیوں نے یہ سمجھا کہ وہ اُنہیں فرقوں سے لیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی جگہ کوئی دوسرا آدمی مصلوب ہوا اور وہ الزام لگاتے ہیں کہ قرآن حقایق واقعی یعنی تاریخی واقعات کے خلاف ہے مگر یہ اعتراض بیجا ہے۔ قرآن خود بتلاتا ہے کہ لوگ اس باب میں مختلف ہیں یعنی کوئی کہتا ہے حضرت عیسےٰ یقیناً صلیب پر مرے اور کوئی کہتا ہے کہ اُنکی جگہ دوسرا آدمی مارا گیا۔ پھر کوئی کہتا ہے کہ وہ شخص یوسف تھا اور کوئی کہتا ہے کہ یہودا تھا اِن سب کی نسبت قرآن کہتا ہے۔ ان الذین اختلفوا فیہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن۔ پس قرآن نے تاریخی واقعات کو بھی ثابت رکھا اور سچی حقیقت بھی بیان کردی *

(۱۹) اب ہم اِن مقدمات کے بعد قرآن کی اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں *

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ۔

دو طرح سے آدمیوں کو مار ڈالنے کا دستور تھا ایک صلیب پر لٹکا رہنے دینے سے یہ سزا سنگین جرائم کے مرتکبوں اور غلاموں کو دیجاتی تھی جو تین چار روز صلیب پر لٹکے ہوئے بھوک پیاس کی شدت اور زخموں کے درد اور دھوپ کی تابش اور دوران خون کی سوء مزاجی سے مرجاتے تھے اور دوسری قسم دفعتاً جان سے مار ڈالنے کی تھی اور وہ دو

طرح سے تھی (۱) سنگسار کرنا اور (۲) تلوار سے قتل کرنا۔ اس لئے قرآن مجید میں دونوں قسموں کی موت سے انکار ہوا ہے کہ نہ تو حضرت عیسیٰ کو پتھراؤ کر کے یا تلوار سے مارا اور نہ صلیب پر چڑھا کے مارا۔ یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ یہود کا ایسا بیان ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ سنگسار کئے گئے چنانچہ یہود کی کتاب مشنا اور تالمود یروشلم اور تالمود بابل سنہدریم کے بیان میں ایسا ہی لکھا ہے (دیکھو ازبسط ربیان کا تذکرہ مسیح باب ۵ صفحہ ۲۸) اور عیسائیوں کا بیان ہے کہ وہ صلیب پر مارے گئے اسلئے قرآن میں ان دونوں باتوں پر اشارہ ہے ماقتلوہ وماصلبوہ۔ یعنی نہ قتل بذریعہ سنگساری ہوا اور نہ قتل بذریعہ صلیب ہوا نہ یہ کہ وہ مطلق صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ کیونکہ مطلق صلیب کی نفی کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ صلیب پر ہاتھوں میں میخ ٹھونکنے اور پیر باندھ دینا اور پھر تین گھنٹے بعد اتار لینا مار ڈالنے کو کافی نہیں ہے۔ بلکہ تصلیب کی نفی سے صلیبی موت کی نفی مراد ہے ٭

(۲۰) ولکن شبہ لھم۔ مگر صورت بنا دی گئی اُنکے لئے یعنی موت کی صورت بنا دی گئی اسطور کہ حضرت عیسیٰ اُن لوگوں کو جو صلیب کا اہتمام کر رہے تھے مردہ نظر آئے کیونکہ وہ تمام شب کے جاگنے اور صدمات کی برداشت اور میخوں کی اذیت سے غشی یا بیہوشی میں آ گئے تھے اس سے اُنہوں نے سمجھا کہ یہ مر گئے مگر چونکہ اسوقت موسم اچھا تھا یعنی ابر چھا رہا تھا (متی ۲۷ باب ۴۵ مارق ۱۵ باب ۳۳ لوق ۲۳ باب ۴۴) دھوپ کی تکلیف نہ تھی اور پھر وہ جلدی ہی اُتار لئے گئے تھے اس وجہ سے زیادہ صدمہ نہیں پہونچا ٭

(۲۱) حشویہ اور عامہ مفسرین نے اس جملہ کی تفسیر میں یہ معنی لگائے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی صورت ایک اور شخص پر القا کی گئی یہ محض ایک سفسطہ ہے ورنہ ہم اپنے مخاطبوں یا مخالفوں کو ایسا ہی سمجھ سکتے ہیں کہ جب ہم اُن میں ایک شخص مخصوص کو دیکھیں اور وہ دراصل وہ نہو بلکہ کسی اور کی صورت اُس پر القا ہوئی ہو۔ اور اس سے تو معاملات پر سے اعتبار جاتا رہتا ہے اور نکاح و طلاق و

ملک پر وثوق نہیں رہتا۔ اگر ہم شبہ کو مسیح کی طرف مسند کرتے ہیں جیسا کہ عامہ مفسرین کرتے ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ وہ مشبہ بہ ہیں نہ کہ مشبہ اور اگر اس خیالی اور غیر واقعی شخص کی طرف جو مقتول ہوا بتلاتے ہیں مسند کرتے ہیں تو اس کا کچھ ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ ✣

(۲۲) وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن ✣

اور جو لوگ اُس میں یعنی اُن کی صلیبی موت کی نسبت کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں اور کچھ نہیں اُن کو اُس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا ✣

ہم نے دفعہ ۱۴ میں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف کیا تھا۔ یعنی ایک تو یہود کا قول کہ ہمنے قتل کیا دوسرے عام عیسائیوں کا عقیدہ کہ وہ قتل ہوئے تیسرے فرقہ باسالیدیان اور سرن تہیان کا قول کہ اُن کی جگہ یوسف شمعون قتل ہوئے چوتھے فرقہ کا قول کہ اُنکی جگہ یہودا سخریوطی قتل ہوا اِن سب کو قرآن نے فرمایا ہے کہ اٹکل پہ چلتے ہیں اسمیں سے کسی بات کا اُن کو قطعی علم نہیں ہے چنانچہ حضرت مسیح کا صلیب پر نہ مرنا تو ہم نے مقدمات ۷ و ۸ و ۹ میں ثابت کیا ہے اور کسی اور کا اُن کی جگہ مصلوب ہو جانا ایک بے ثبوت بات ہے اور قراین اسکے خلاف ہیں۔ کیونکہ شمعون قرینی بعد میں عرصہ تک زندہ رہا۔ اور عیسائیوں کی جماعت میں شامل اور شریک رہا اور یہودا اسخر یوطی کا حال بھی معلوم ہے کہ وہ بعد میں مر گیا۔ ✣

(۲۳) وما قتلوہ یقیناً۔ اور اُس کو اچھی طرح سے قتل نہیں کیا یعنی جیسا قتل کرنیکا حق تھا ویسا قتل نہیں کیا یا یقیناً قتل نہیں کیا اور کیونکر وہ یقیناً قتل ہو سکتے تھے حالانکہ وہ صرف تخمیناً تین گھنٹے صلیب پر رہے اور وہ موت کے لئے کافی نہیں ہے ✣

(۲۴) بل رفعه الله الیه - بلکہ خدا نے اُن کو اپنی طرف اُٹھالیا - خدا کی طرف جانا یا اُٹھالیا جانا ایسا ہی ہے جیسے حضرت ابراہیم نے فرمایا انی ذاھب الی ربی - (صافات ۹۷) اور مہاجروں کی نسبت کہا ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ (نساء ۱۰۱) یہ بات تعظیم وتشریف وتفخیم کے طور پر کہی جاتی ہے نہ یہ کہ وہ درحقیقت آسمان کی طرف کو بادلوں میں اُڑتے ہوئے نظر آئے اور کسی آسمان پہ جا بیٹھے اِن باتوں کی ہمارے ہاں کچھ اصل نہیں ہے۔[۱] بعد میں حضرت عیسٰی یقیناً مرگئے جس کی خبر قرآن مجید میں دوسری جگہ دی گئی ہے - اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی - (آل عمران ۴۸) جسکی تفسیر میں مفسرین نے بہت کچھ پس وپیش کیا ہے بلکہ اُس کو بالکل اُلٹ دیا ہے وہ یوں پڑھتے ہیں رافعك الی ومتوفیك -

---

[۱] صحیح بخاری کی ایک روایت جو کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ میں ہے اس میں بضمن قصہ معراج یہ مضمون ہے کہ حضرت عیسٰی دیکھے دوسرے آسمان پر ملے مگر یہ روایت تو بہت ہی مشتبہ ہے ہ یہ راوی کی نسائی صاحب صحیح نے تضعیف کی ہے اور ہمام راوی کو کبھی کبھی حدیث بیان کرنے میں وہم ہو جاتا تھا اور خلیفہ راوی کبھی کبھی روایت حدیث میں خطا کرتا تھا اور سعید راوی شدت سے تدلیس کیا کرتا تھا اسکی عقل مختلط ہوگئی تھی اور ہشام راوی بھی کبھی کبھی تدلیس کرتا تھا اور انس راوی نے مالک بن صعصعہ سے جو قصہ معراج روایت کیا ہے اس میں عنعنہ ہے اور مالک قدیم زمانہ میں مرگئے (شاید انس سے ملاقات ہو جیسے پہلے) اور نیز مالک نے ارسال کے طور پر وہ روایت بیان کی ہے + ان راویوں کا حال کتب رجال میں ملیگا خصوصاً علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی ۱۲۷۱ ہجری میں یہ باتیں ملینگی - +

مگر اصلی قرآن کی تو یہ عبارت نہیں ہے اگر مفسرین نے کوئی قرآن بنایا ہو تو
تو اس میں ہو گی پھر دوسری جگہ اور بھی صاف ہے فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیھم (مائدہ ۱۱۷) کہ حضرت عیسےٰ جناب باری سے
عرض کریں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی تب تو ان پر نگہبان رہا۔ ان
دونوں آیتوں میں وفات کا ذکر ہے اور یہ موت کی دلیل ہے اللہ یتوفی
الانفس حین موتھا (زمر ۴۳) پس اُن کی وفات کی خبر بہت صاف
ہے مگر یہ بات کہ وہ کب مرے اور کہاں مرے معلوم نہیں جیسے کہ حضرت مریمؑ
کا حال پھر کچھ نہ معلوم ہوا حالانکہ حضرت عیسےٰ نے اُن کو یوحنا حواری کے
سپرد کیا تھا اور یوحنا حواری صاحب تصنیفات بھی تھے پھر بھی کچھ حال
اُن کا نہیں لکھا اور حضرت مسیحؑ تو دشمنوں سے پوشیدہ دُور کے دیہات میں
چلے گئے تھے۔

تمام شد

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
اسلام	نواب محسن الملک مرحوم	۲ر
احسان عام	نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم	۱ر
حقیقۃ السحر	سر سید و نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۳ر
خطبات احمدیہ	سر سید مرحوم	عہ ۸ر
حضرت ہاجرہ	مولانا عنایت رسول مرحوم چڑیا کوٹی و نواب اعظم یار جنگ بہادر	۲ر
غذائے انسانی	مولانا عبد الماجد	۱ر
تعلیم نسواں	شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا	۳ر
اسلامی تمدن کا اثر ہندوستان پر	مولانا شبلی نعمانی	۱ر
آثار خیر	منشی سعید احمد مارہروی	۸ر
اشاعت اسلام	ماسٹر شیر علی خاں بی۔ اے	۸ر
حیات صالح	منشی سعید احمد مارہروی	۴ر
صلۂ رحم	مولانا عبد الحی	۲ر
روح کی بیداری	فدا علیخاں ایم۔ اے	۴ر
حضرت سلیمانؑ	نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۴ر
شعر العجم	مولانا شبلی نعمانی	عا ر
زیب النساء	”	۱ر
معیار الاخلاق	خواجہ غلام الحسنین	۶ر
فن شاعری	مرزا سلطان احمد خاں۔ ای۔ اے سی	عہ ر

المشتہر

مینیجر بک ڈپو کیمبل ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ امرتسر